میڈیا کا اسلامی تصور اور کردار، تعلیماتِ اسلامی کی روشنی میں

The concept and role of Media in the light of Islamic teachings.

جلیل احمد [i] ڈاکٹر صاحبزادہ باز محمد [ii]

Abstract:

Islam is a perfect code of life that guides the man in every field of life. Media is also one of the important field of our modern society that play great role in effecting and formatting all other fields of the society. So, it is utmost necessary to build up the field of media on Islamic basis. Due to the lack of Islamic basis and nonpracticing the Islamic rules and regulations in the field of media, our society is suffering with different kinds of social evils and ethical problems. That's why it becomes necessary to search and point out the Islamic rules and regulations for the media and mentions its role in the light of Islamic teachings. So that it may play its positive role in the construction and reformation of Islamic society in the context of modern challenges and requirements. that's the main cause of writing this paper.

Key Words: *Media, Islamic media. Rules and Regulations. ethics. society.*

تعارف

جب کبھی میڈیا کے اسلامی کردار پر بحث کی جاتی ہے تو سوال اٹھایا جاتا ہے کہ طلوع اسلام کے وقت تو میڈیا موجود نہ تھا تو پھر آج اسلام میڈیا کے بارے میں رہنمائی کیسے کر سکتا ہے۔ یہ غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جب کبھی ہم میڈیا کا لفظ زبان پر لاتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور اخبارات کا تصور آتا ہے جن کا اس وقت کوئی وجود نہ تھا۔ یہ سوچ ایک مغالطہ کے سوا کچھ نہیں۔ میڈیا کا جو تصور آج ہمارے ذہنوں میں ہے قدیم زمانے میں یہی حیثیت مشاعرے، ڈھول، چوپال اور منادی کے اونٹ کو حاصل تھی۔ صرف شکل وصورت اور انداز بدلا ہے، مقصد وہی ہے۔

میڈیا جدید معاشرے کا ایک اہم شعبہ ہے یہ دیگر تمام شعبوں پر اثر انداز ہو کر ان کی صورت گری کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے اس شعبہ کا اسلامی بنیادوں پر استوار ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس شعبہ میں اسلام کے اصول واحکام کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے معاشرے میں گوناگوں خرابیوں کو راہ مل رہی ہے۔ اس لیے اس مقالہ میں میڈیا کے اسلامی تصور اور کردار کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ یہ اسلامی تعلیمات کے فروغ اور اصلاح معاشرہ کے لیے مثبت کردار ادا کر سکیں۔

---

[i] ۔ایم فل سکالر شعبہ اسلامیات، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ

[ii] ۔چیئرمین شعبہ اسلامیات، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ

ابلاغ اور ذرائع ابلاغ

میڈیا(MEDIA) انگریزی زبان کا لفظ ہے جو کہ لاطینی زبان کے لفظ میڈیم (MEDIUM) سے بنا ہے جس کا مطلب واسطہ یا ذریعہ کے ہے۔ اردو میں اس کے لیے لفظ ذرائع ابلاغ استعمال ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ سے مراد وہ تمام وسائل وذرائع ہیں جو انسان اپنے پیغامات کو دوسرے تک پہنچانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ چونکہ میڈیا ابلاغ کے مختلف ذرائع کو کہا جاتا ہے اس لیے پہلے ابلاغ کے معنی جاننا ضروری ہے۔

ابلاغ کا لفظ عربی زبان کے لفظ بلغ سے بنا ہے جس کے معنی ہے، پہنچانا، اشاعت کرنا، پھیلانا۔ لفظ بلغ سے ہی اسی نوعیت کے دیگر الفاظ مثلاً تبلیغ، مبلغ، بلاغت اور بلیغ وغیرہ بنے ہیں۔ امام راغب اصفہانی کے مطابق بلغ کے معنی مقصد اور منتہیٰ کے اخری حد تک پہنچنے کے ہیں۔ عام اس سے کے وہ مقصد کوئی مقام ہو یا زمانہ یا اندازہ کئے ہوئے امور مین سے کوئی امر ہو[1]۔ اسی طرح ترقی اردو بورڈ کراچی کی شائع کردہ اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں لفظ ابلاغ کی یوں تعریف کی گئی ہے۔

> بات پیغام، خیالات، عقائد یا علوم وغیرہ دوسروں تک بھیجنے یا پہنچانے کا عمل (تقریر، تحریر یا علامات و اشارات کے ذریعے) تبلیغ"[2]

انگریزی زبان میں "ابلاغ کے لیے کمیونیکیشن (communication) کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی اشتراک اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے ہیں۔ کمیونیکیشن معلومات لینے، دینے اور ان کے تبادلہ کرنے کے عمل کو کہتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹانکا کے مطابق لفظ ابلاغ (communication) کے معنی یوں بیان کیا گیا ہے

> *"the exchange of meanings between individuals through a common system of symbols."*[3]

آکسفورڈ ڈکشنری میں لفظ ابلاغ یعنی (communication) کی تعریف اس طرح کی گئی ہے

> *"the action of communicating, a letter or message containing information."*[4]

مندرجہ بالا تعریفات کی رو سے کہا جاسکتا ہے کہ ابلاغ سے مراد وہ تمام طریقے ہیں جن کے ذریعے جذبات، احساسات، رویوں، اطلاعات و معلومات یا خیالات دوسروں تک پہنچائے جاتے ہیں۔

ابلاغ اور ابلاغ عام کا فرق:-

جب ہم اپنے جذبات و احساسات اور معلومات کو الفاظ، تصاویر، علامات اور اشارات کے ذریعے دوسروں تک پہنچاتے ہیں تو اسے ابلاغ کہتے ہیں۔ اگر یہ عمل دو افراد کے درمیان ہو چاہے بلواسطہ ہو یا بلاواسطہ، مثلاً بذریعہ فون ہو، واٹس اپ ہو یا

بالمشافہ تو اسے محض ابلاغ کہیں گے۔ لیکن اگر یہ عمل بڑے پیمانے پر ہو یعنی پیغام دینے والا ایک شخص ہو یا ایک گروپ ہو اور پیغام وصول کرنے والے لوگ بے شمار ہو تو اسے ابلاغ عام کہتے ہیں۔

ابلاغ عامہ کا یہ عمل چھوٹے پیمانے پر بھی ہو سکتا ہے جیسے استاد کا کلاس روم میں لیکچر دینا، اسے قلیل گروہی ابلاغ عام کہتے ہیں ۔اسی طرح ابلاغ عام کا یہ عمل بڑے پیمانے پر بھی ہو سکتا ہے جیسے ریڈیو، ٹی وی، فلم، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے۔اسے کثیر گروہی ابلاغ عام کہتے ہیں۔ کثیر گروہی ابلاغ عام میں پیغام دینے والا کوئی نہ کوئی چینل اور ذریعہ ضرور استعمال کرتا ہے اور اسی چینل یا ذریعہ کو ہم انگریزی میں (Medium) کہتے ہیں۔ ابلاغ عام کے چونکہ متنوع ذرائع ہیں، اس لیے ان ذرائع کے لیے بطور جمع "Media" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

میڈیا کا اسلامی تصور

قرآن کریم میں ذرائع ابلاغ یا میڈیا کا مفہوم ادا کرنے کے لیے جس لفظ کا انتخاب کیا گیا ہے تو وہ "دعوت" کا لفظ ہے، اس تعبیر سے قرآن ذریعہ ابلاغ اور اس وہ اسلام کی تعریف و تعارف کا کام لیتا ہے۔اسی طرح انھی معنوں میں ایک اور لفظ بلغ ہے جس سے تبلیغ کا لفظ بنا ہے۔اردو میں عموماً دعوت و تبلیغ کا لفظ اکھٹے ایک ہی مفہوم میں ستعمال کیا جاتا ہے۔دعوت عربی زبان کا لفظ ہے۔الدعائی (الی الشئی) کے معنی "کسی چیز کا قصد کرنے پر رغبت دلانے اور اکسانے کے ہیں"[5] جبکہ اصطلاح میں دعوت کے اصل معنی بلانے کے ہیں چاہے دین کی طرف بلایا جائے یا کھانے پینے کی طرف[6]۔ جبکہ تبلیغ لفظ بلغ سے ماخوذ ہے۔ چناچہ ایک تعریف کے مطابق "البلوغ والبلاغ کے معنی "مقصد اور منتہیٰ کے آخری حد تک پہنچنے کے ہیں"۔

اللہ تعالی اس دنیا کا خالق و مالک ہے۔اس نے انسان کو ایک مخصوص مدت کے لیے دنیا میں ایک مقصد اور آزمائش کے لیے بھیجا ہے۔اللہ تعالی نے انسان کے لیے اسلام کو بطور مکمل دین پسند فرمایا[8] اور اس دین کی دعوت و تبلیغ کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبر بھیجے۔سب پیغمبروں نے اسی دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کی۔ حضرت محمد ﷺ اس الہی پیغام کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے کی آخری کڑی اور خاتم النبیین ہے[9]۔خود حضورؐ نے دین اکی دعوت و تبلیغ اور انسانیت کے لیے اللہ کے اس آخری پیغام کو پہنچانے کے لئے اس وقت دستیاب ہر ممکن ذریعہ اور طریقہ اختیار کیا۔

قرآنی تعلیمات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے سب سے پہلے ابلاغ کا تصور پیش کیا۔ مسلم مفکرین کے نزدیک تخلیق آدم کے وقت اللہ تعالی اور فرشتوں کے درمیان ہونے والا مکالمہ یعنی

> "وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةًؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" [10]

ترجمہ: "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ ہم تیری تسبیح اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔"

اسلامی نقطہ نظر سے یہ ابلاغ کی پہلی صورت تھی۔ اور جب آدم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے سب اشیاء کے نام بتائے تو یہ گویا آدم علیہ السلام کی جانب سے انسانی ابلاغ کا پہلا عمل تھا۔

ﵟوَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِــُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﵞ[11]

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا، اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ"

اسی طرح عالم ارواح میں آدم علیہ السلام کی پشت سے آدم کی تمام اولاد کو نکال کر ایک جگہ جمع کرنا اور ان سے رب تعالیٰ کا اقرار و عہد لینا اور جواب میں تمام انسانوں کا عالم ارواح میں اس عہد و پیمان کا بجالانا تمام انسانیت کی روحانی ابلاغ کے مترادف ہے۔ مثلاً

"اِذۡ اَخَذَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اٰدَمَ مِنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَاَشۡهَدَهُمۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ‌ۚ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ‌ؕ قَالُوۡا بَلٰى‌ ۛۚ شَهِدۡنَا‌ ۛۚ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ"[12]

ترجمہ: "اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔"

اسی عہد و پیمان کو یاد دلانے اور انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ شروع کیا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے انسانوں کے پاس بھیجے۔ گویا پیغمبر کی ذات اولین میڈیا تھا جس کی توسط سے اللہ تعالیٰ کے پیغامات و احکامات انسانیت تک پہنچتے رہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے درمیان ترسیل احکامات و پیغامات کا ذریعہ پیغمبر کی ذات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے پیغمبروں تک اپنا پیغام پہنچاتا ہے۔ اس لیے اسلامی نقطہ نظر سے وحی بھی ذریعہ ابلاغ یعنی میڈیا کی ایک قسم میں شمار کی جاتی ہے اور یہ سب سے اعلیٰ، مستند اور قابل اعتبار ذریعہ ابلاغ ہے۔

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآىٴِ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ‌ ؕ اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ"[13]

ترجمہ: "اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے (روبرو) بات کرے۔ سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعے ہو، یا کسی پردے کے پیچھے سے، یا پھر وہ کوئی پیغام لانے والا (فرشتہ) بھیج دے، اور وہ اس کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کا پیغام پہنچا دے۔ یقیناً وہ بہت اونچی شان والا، بڑی حکمت کا مالک ہے۔"

اور چونکہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے منتخب اور فرستادہ بندے ہوتے ہیں اس لیے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ احکامات و پیغامات آگے انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ اس لیے قرآن پیغمبروں کو عموماً اور خاتم النبیین حضور ﷺ کو خصوصاً بار بار اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابلاغ یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کی تلقین کرتا ہے۔ مثلاً

"یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ" [14]

ترجمہ: "اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔"

صرف یہ نہیں کہ کہ رسول کے ذمہ اللہ تعالی کا حکم پہنچانا ضروری ہے بلکہ رسول کی تعلیمات کو سچے دل سے ماننا اور عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالی کے ساتھ ساتھ رسول کی اطاعت کو بھی لازمی ہے۔

"وَ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ احۡذَرُوۡا ۚ فَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ۔" [15]

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور باز آجاؤ، لیکن اگر تم نے حکم عدولی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول پر بس صاف صاف حکم پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی۔"

اور رسول صرف للہ تعالی کے احکامات و پیغامات پہنچانے کی ذمہ داری ادا نہیں کر رہے بلکہ اس ذمہ داری کے پیچھے نصیحت و خیر خواہی کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے

ُبَلِّغُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَاَنَا لَکُمۡ نَاصِحٌ اَمِیۡنٌ" [16]

ترجمہ: "تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔"

اور صرف یہ نہیں کہ اللہ تعالی کے احکامات و پیغامات پہنچانے یا بالفاظ دیگر دین کی دعوت و تبلیغ کی یہ محنت انبیاء کے ذمہ داری ہے بلکہ بحیثیت مجموعی یہ پوری امت کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے

"کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡکِتٰبِ لَکَانَ خَیۡرًا لَّهُمۡ ؕ مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ اَکۡثَرُهُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ" [17]

ترجمہ: "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔"

اسی طرح ایک مشہور حدیث ہے

"بلغو عنی ولوایہ " [18]

ترجمہ: "میری طرف سے پہنچا دو خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔"

گویا قران و حدیث کی رو سے جب ہم جب ہم میڈیا کے اسلامی تصور پر غور کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلامی میڈیا دراصل نیکی، خلوص، شرافت، دیانت اور خیر و صداقت کے جذبات اور حق و انصاف کی دعوت دوسروں تک پہنچانے کا نام ہے۔

دور نبوی کا میڈیا

جب ہم حضور ﷺ کے زمانے اور حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کہ نبی کریم ﷺ اپنے زمانے کے میڈیا یعنی ذرائع ابلاغ سے نہ صرف یہ کہ واقف تھے بلکہ آپؐ نے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے اس وقت کے دستیاب میڈیا کا بھرپور انداز میں استعمال بھی کیا اور ان کے ذریعہ اسلام کی دعوت دور و نزدیک ہر جگہ پہنچانے کی کوشش کی۔ حضورؐ کی جانب سے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی حوصلہ افزائی اور میڈیا سے استفادہ کے بارے میں ڈاکٹر سید راشد ندیم ندوی یوں رقم طراز ہے۔

"اس شعبہ میں آپؐ کی حوصلہ افزائی متعدد طرق سے ملتی ہے۔ ترسیل خطوط جو اہم دعوتی نکات پر مشتمل تھے، اسی ترسیل و ابلاغ کے نقش اولین محسوس ہوتے ہیں۔ ان خطوط کو جو مختلف عظیم مملکتوں کے سربراہوں کے نام تھے، ان کو پہنچانے کی ذمہ داری ان حضرات کے کاندھوں پر ڈالی گئی جو وہاں کے زبان اور حالات سے واقف تھے۔ نیز ان خطوط کو درجہ اعتبار تک پہنچانے کے لیے ایک خاص مہر بنوائی گئی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ کے مقام پر محمد الرسول اللہ منقش تھا۔ یہ خطوط دنیا کے جن علاقوں کی طرف بھیجے گئے، ان کا جائزہ بتاتا ہے کہ آپ نے بیک وقت روم، ایران، مصر، حبشہ، عمان، یمامہ اور غسان جیسے دور دراز کے علاقوں کا انتخاب فرمایا اور یہ انتخاب اس وقت کی متمدن دنیا کا گویا احاطہ تھا اور ترسیل مکاتب کا یہی وہ نقش اول ہے جس کی بنیاد پر موجود دور میں دنیا دھیرے دھیرے ترقی کر کے ایک مستقل شعبہ بنا ڈالا جس کو آج ہم بجا طور پر انفارمیشن ٹیکنالوجی کہتے ہیں۔"[19]

حضور نے انسانیت تک پیغام الٰہی پہنچانے کے لیے اس وقت کے دستیاب میڈیا یعنی ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کیا جس کے نتیجہ میں بہت کم عرصہ میں اسلام کا پیغام دور و نزدیک ہر جگہ پھیل گیا۔ دور نبوی کے چند اہم ذرائع ابلاغ مندرجہ زیل تھے۔

(1) براہ راست ابلاغ

دور نبوی کا اولین اور سب سے موثر ذریعہ ابلاغ براہ راست یا بالمشافہ دعوت و تبلیغ تھی۔ مکہ کی گلیاں ہوں یا عرب کی تجارتی منڈیاں، یا پھر حج کے لیے دور دراز سے آنے والے عربوں کے خیمے ہوں، ہر جگہ حضورؐ تشریف لیجاتے اور اور براہ راست لوگوں سے مل کر انھیں اسلام کی دعوت و تبلیغ کرتے۔ خاص کر یہ تجارتی منڈیاں اور حجاج کے قافلے دور دراز کے علاقوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا اس وقت کا سستا ترین اور موثر ذریعہ تھا۔ ایسے ہی ایک ملاقات میں مدینہ کے حجاج سے ملاقات ہوئی[20] اور ان کی قبول اسلام سے مدینہ میں میں اشاعت اسلام کی بنیاد پڑی اور بعد میں یہی مدینہ اسلام کی دعوت و تبلیغ کا اولین ریاستی مرکز بنا۔

(2) ابلاغ بذریعہ شاعری

فن شاعری عرب بے مثال تھے۔ شاعری کے ذریعے قبائلی تفاخر اور جذبات و احساسات کی ترجمانی میں عربوں کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ کسی قبیلہ میں شاعر کے پیدا ہونے پر خوشی کے شادیانے بجائے جاتے۔[21] ہر شاعر مختلف میلوں اور محفلوں میں اپنے قبیلہ کی جانب سے شاعری کے فرائض انجام دیتا تھا۔ عربوں کی اسی شاعرانہ ذوق اور تاثیر کی وجہ سے مکی دور میں قرآن کا زیادہ تر اسلوب شاعرانہ انداز کا ہے۔ خود حضورؐ نے حسان بن ثابت کو دربار رسالت کا شاعر بنا رکھا تھا جو حضورؐ اور مسلمانوں کی جانب سے شاعری میں جواب دیا

کرتا تھا ان کی ساری زندگی مدح رسول اور حضورؐ کے دشمنوں کی ہجو کرنے میں گزری [22]۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے خصوصی طور دعا بھی فرمائی:

"الهم ايده بروح القدوس" [23]

ترجمہ: "یا اللہ جبرائیل امین کے ذریعہ اس کی مدد فرما۔"

سیدنا حسان بن ثابت کے اشعار کی تاثیر نے دشمنان اسلام کے خلاف ہر ہتھیار سے بڑھ کر کام کیا۔ غرض اس وقت کے تقاضوں کے مطابق حضورؐ نے شاعری کو ابلاغ دین کے لیے ایک موثر میڈیا کے طور پر استعمال کیا۔

(3) ابلاغ بذریعہ مبلغین و معلمین

اشاعت دین و تبلیغ اسلام کے لیے حضورؐ نے خصوصی اہتمام کیا۔ جب بھی کوئی قبیلہ اسلام قبول کرتا تو حضورؐ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے کسی صحابی کو مبلغ بنا کر روانہ کرتے [24]۔ اس طرح حضورؐ نے مختلف اوقات پر مختلف مقامات پر معلمین و مبلغین روانہ کیے۔ مدینہ کے لوگ جب اسلام لائے تو آپؐ نے مصعب بن عمیر کو ان کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ انھیں قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں [25]۔ بئیر معونہ میں چالیس صحابہ کی شہادت کا المناک واقعہ تو بڑا مشہور ہے "یہ وہ قراء حضرات تھے جن کو حضور ﷺ نے قبائل نجد میں تعلیم و تربیت کے لیے روانہ کیا تھا۔" [26]

(4) ابلاغ بذریعہ حفاظ

عرب قوم چونکہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتی تھی۔ اس وجہ سے قران نے بھی انھیں امی کے لفظ سے یاد کیا ہے [27]۔ اس وجہ حساب کتاب و دیگر معاملات میں عرب زیادہ تر حفظ یعنی زبانی یاداشت سے کام لیتے تھے۔ اس وجہ سے ان کا حافظہ انتہائی تیز تھا۔ چونکہ ایک تو نماز کے اندر قرآن کا زبانی پڑھنا لازمی ہے اور دوسری قرآن کے سیکھنے سکھانے والے کی حدیث میں بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے [28]، اس لیے قرآن کی حفاظت و ثواب کی خاطر حفظ قرآن بھی تبلیغ دین و اشاعت اسلام کا ایک اہم ذریعہ تھا۔ حفاظ قرآن کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں ستر حافظ قران شہید ہوئے [29]۔

(5) ابلاغ بذریعہ کتابت

حضورؐ پر جب بھی قرآن نازل ہوتا، اس وقت آپ کسی صحابی کو وہ لکھوا کر محفوظ کرا لیتے۔ ایسے صحابہ کو کاتبین وحی کہا جاتا ہے۔ ابتداء میں چونکہ عرب میں پڑھے لکھے افراد کی کمی تھی، اس لیے لکھنے پڑھنے کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے۔ غزوہ بدر کے پڑھے لکھے قیدیوں کی رہائی کے لیے یہ شرط رکھی کہ "وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں گے" [30]۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت نے اسی طرح لکھنا پڑھنا سیکھا تھا [31] جنھوں نے بعد میں پورا قرآن ایک جگہ جمع کر کے مدون کیا۔ علاوہ ازیں مختلف اوقات میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو مختلف احکامات قلمبند کراوئے تھے۔ صحابہ خود بھی حضورؐ سے سن کر لکھا کرتے تھے۔ کتابت قرآن

کے لیے کھجور کی شاخیں، سفید پتلے پتھر، اونٹ کے شانے کی چوڑی ہڈیاں، مصری کاٹن اور یمنی کاغذ استعمال کیا جاتا تھا[32]۔ اس طرح کتابت دور نبوی کا اہم زریعہ ابلاغ تھا۔

(6) ابلاغ بذریعہ خطوط

عہد رسالت میں عرب کے آس پاس قیصر روم اور کسریٰ ایران کی دو طاقتور ترین ریاستیں قائم تھیں۔ اور بھی کچھ چھوٹی ریاستیں اور حکومتیں تھیں لیکن وہ زیادہ تر قیصر و کسریٰ کی ماتحت تھیں۔ آپؐ نے ان ریاستوں کے ساتھ بہتر تعلقات بنانے اور ان کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے ان ریاستوں کے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط لکھ کر روانہ کیے۔ ان خطوط کو درجہ اعتبار تک پہنچانے کے لیے خاص مہر بنوائی گئی تھی جو کہ حنظلہ بن ربیع کے پاس رہتی تھی۔ ان خطوط کو پہنچانے کی ذمہ داری ایسے اصحاب کے کاندھوں پر ڈالی گئی جو وہاں کی زبان اور حالات سے واقف تھے[33]۔ اس طرح آپ نے روم کے بادشاہ ہرقل، ایران کے باشاہ خسرو پرویز، مصر کے مقوقس اور حبشہ کے شاہ نجاشی کے نام خطوط روانہ فرمائے۔ مورخین کے نزدیک ایسے ناموں کی تعداد 250 سے زائد ہیں۔

(7) ابلاغ بذریعہ مسجد

مساجد دینی تعلیم اور تبلیغ اسلام کے اہم مراکز ہیں۔ عہد رسالت سے ہی مساجد دینی تعلیم و تربیت اور تبلیغ میں بڑا اہم اور موثر کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ عہد نبوی میں مساجد کا کردار آج کے پارلیمینٹ کا کردار ادا کرتی تھی۔ تمام اہم فیصلے اور معاملات مسجد ہی میں نمٹائے جاتے تھے۔ عدالت کے فیصلے ہوں یا پھر اسلامی فوجوں کی روانگی، یا پھر تبلیغی جماعتیں، مسجد ہی مرکز تھا۔ پانچ وقت نماز کے لیے مسلمانوں کا مسجد میں نماز کے لیے جمع ہو جانا اور وعظ و نصیحت کے ذریعے اہم دینی امور و ریاستی فیصلوں سے آگاہ کرنا آسان بھی تھا اور موثر بھی، اس لیے حضورؐ نے مسجد کا ابلاغ دین کے ایک ذریعہ کے طور پر بہت عمدہ استعمال کیا۔ چنانچہ دور نبوی میں مسجد تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا اولین مرکز تھا۔

(8) دیگر زبانوں کے ذریعے ابلاغ

نبی اکرم ﷺ نے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے عربی زبان کے علاوہ دیگر زبانوں کے استعمال کرنے کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ حضرت زید بن ثابت رضؓ کہتے ہیں کہ "یہودیوں سے خط و کتابت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہود کی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ تو میں نے نصف ماہ سے بھی کم عرصے میں اسے لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا۔ اس کے بعد جب کبھی یہودیوں کی طرف سے کوئی تحریر آتی تو میں اس کا مفہوم آپؐ کے گوش گزار کرتا اور اگر کوئی تحریر انھیں لکھنی ہوتی تو بھی آپؐ کی طرف سے میں انھیں لکھتا۔"[34] اس سے پتہ چلتا ہے کہ تبلیغ دین کے واسطے غیر مسلموں کی زبان سیکھنا یا دیگر معاون ابلاغی ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنا بالکل جائز ہے۔

میڈیا کا اسلامی کردار

جب کبھی میڈیا کے اسلامی کردار پر بحث کی جاتی ہے تو سوال اٹھایا جاتا ہے کہ طلوع اسلام کے وقت تو میڈیا موجود نہ تھا تو پھر آج اسلام میڈیا کے بارے میں رہنمائی کیسے کر سکتا ہے۔ یہ غلط فہمی اور اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جب کبھی ہم میڈیا کا لفظ زبان پر لاتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور اخبارات کا تصور آتا ہے جن کا اس وقت کوئی وجود نہ تھا۔ یہ سوچ ایک مغالطہ کے سوا کچھ نہیں۔ میڈیا کا جو تصور آج ہمارے ذہنوں میں ہے قدیم زمانے میں یہی حیثیت مشاعرے، ڈھول، چوپال اور منادی کے اونٹ کو حاصل تھی۔ صرف شکل وصورت اور انداز بدلا ہے، مقصد وہی ہے۔ پہلے ان ذرائع سے خبر اور اطلاعات کی ترسیل و تشہیر کی جاتی تھی جبکہ آج کل یہ کام ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبارات سے لیا جارہا ہے۔ جنگیں پہلے گھوڑوں اور تلواروں سے لڑی جاتی تھی جبکہ آج کل جہازوں، ٹینکوں اور میزائلوں سے لڑی جارہی ہے۔ صرف اسلحہ اور طریقہ جنگ بدلا ہے۔ بنیادی مقصد آج بھی وہی ہے جو کل تھا۔ وقت کے ساتھ انسانی آسائیشوں اور سہولیات میں بے شک اضافہ ہوا ہے لیکن بنیاد انسانی ضروریات نہیں بدلی، اعلی اخلاقی اقدار نہیں بدلے۔ انسان کی فطرت، کائناتی ضوابط اور ہدایت وگمراہی کے قواعد ایک ہی رہے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں۔

> "لیکن یہ ساری تبدیلی ذرائع اور وسائل کی حد تک ہو رہی ہے۔ اس تبدیلی کا یہ تقاضا ہرگز نہیں کہ زندگی کے مقاصد، اخلاق کے اصولوں اور زندگی کے اقدار کو بھی تبدیل کر دیا جائے۔ اگر ہوائی جہاز، جیٹ اور راکٹ کے استعمال سے زمین سمٹ کر رہ گئی ہے تو اس کے یہ معنی کب ہیں کہ زنا جو کل تک حرام تھا آج حلال ہو جائے؟ اگر برقی قوت اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے سے انسان کے پاس وہ طاقتیں آگئی ہیں جو پہلے صرف جنوں اور فرشتوں کو حاصل تھیں تو خیر وشر کی اصولوں کی صداقت پر اس کا آخر کیا اثر پڑتا ہے؟ میزائل اور راکٹ کے استعمال کا آخر یہ تقاضا کب ہے کہ جھوٹ، سود، جوا، شراب اور دوسری برائیوں کو جائز قرار دیا جائے؟ صنعتی ترقی کا آخر یہ تقاضا کب ہے کہ انصاف کے اصولوں کو بھی بدل دیا جائے۔"[35]

میڈیا ہو یا دیگر مادی ترقی کے وسائل اور ذرائع، یہ صرف اسی وقت مفید ہو سکتی ہے جب وہ اعلیٰ مقاصد کی خاطر انسان کی بھلائی کے لیے استعمال ہوں۔ اس لیے جب ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی اصول وضوابط پر غور کرتے ہیں تو میڈیا کو مندرجہ اصول وضوابط کا پابند مثبت کردار کا حامل ہونا چاہیے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اس کا مطلب ہے نیکیوں کی اشاعت اور برائیوں کی روک تھام کرنا۔ امت مسلمہ کے ہر فرد کی زمہ داری ہے کہ وہ نیکیوں کے فروغ اور برائی کے سد باب میں اپنا کردار ادا کریں۔ اسلامی نظریہ ابلاغ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے

> "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ"[36]

> ترجمہ: "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔"

" لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭوَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ "[37]

ترجمہ: "تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بُلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور بُرے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔"

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں برائی کی روک تھام کے لیے ہر ممکن طریقہ اختیار کرنے اور طاقت کے استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

ترجمہ "تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو ہاتھ سے اس کو بدل دیں، اگر ایسا ممکن نہ تو زبان سے ایسا کریں، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل ہی سے اس کو برا جانے مگر یہ ایمان کی کمزور ترین درجہ ہے "[38]

دعوت الی اللہ پر مبنی کردار

نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور نبی ہے۔ آپ پوری انسانیت کے لیے نبی ہے اور قیامت تک آنے والے تمام انسان حضورؐ کی نبوت کے مخاطب ہے۔ خود حضورؐ نے اپنی زندگی میں دور دراز کے علاقوں تک پیغام حق پہنچانے کے لیے تمام وسائل اختیار کیے۔ تبلیغی وفود اور دعاۃ بھیجے۔ بادشاہوں کو خطوط روانہ کیے۔ ختم نبوت کی وجہ سے دعوت والا یہ کام اب حضورؐ کی امت کا ذمہ داری ہے اور اسی دعوت والے کام کی وجہ سے امت محمدی کو "بہترین امت" کہا گیا ہے[39]۔ اور پھر دعوت کا کام ایسا کام ہے کہ اس بہتر کام کوئی اور ہو نہیں سکتا۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

" وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ "[40]

ترجمہ: "اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔"

مولانا محمد زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

"مفسرین نے لکھا ہے کہ جو شخص بھی اللہ کی طرف بلائے وہ اس بشارت اور تعریف کا مستحق ہے خواہ کسی طریق سے بلائے۔"[41]

میڈیا کے دعوتی و تبلیغی کردار پر بحث کرتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ

"ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تبلیغ کے سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ پروگراموں میں مقصدیت کا واضح ربط ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ تلاوت کلام پاک یا کسی دینی موضوع پر رشد و ہدایات کی باتیں ختم ہوتے ہی رقص و سرود یا لہو و لعب کا ایسا سماں باندھ دیا جائے جو پہلے پر گرام کا اثر زائل کردے۔ ایک اور اہم ضرورت اس بات کی ہے کہ دین حقہ کی تبلیغ ایسے ہاتھوں میں ہونی چاہیے، جو نہ صرف اسلام کے صحیح مفہوم کو سمجھتے ہوں بلکہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں[42]۔"

تحقیق خبر

میڈیا کے ذمہ دارانہ اور مثبت استعمال کے حوالہ سے ایک اہم مسئلہ خبر کی تحقیق وتفتیش کا ہے۔عام طور پر میڈیا کا کام خبر پہنچانا ہے جبکہ اسلامی اصولوں اور ضابطوں کے مطابق خبر کی تحقیق کئے بغیر اس کا ابلاغ کرنا قطعا صحیح نہیں ہے۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ [43]"

ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے، تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو، اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔"

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مذکورہ بالا آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"یہ ایک عام حکم ہے کہ کسی فاسق کی خبر پر بغیر تحقیق کے اعتماد نہیں کرنا چاہیئے، خاص طور پر جب اس خبر کے نتیجے میں کسی کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہو[44]۔"

اسی قرآنی حکم کی وجہ سے محدثین نے کسی بھی روایت اور خبر کو پرکھنے کے لیے اصول وضع کئے تاکہ خبر کی صحت وسقم کما حقہ معلوم کی جاسکیں۔اسلامی اصول خبر کی رو سے بغیر تحقیق بات کو آگے بیان کرنے والے واضح ممانعت کی گئی ہے اور ایسا کرنے والے شخص کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے۔ارشاد نبوی ہے۔

ترجمہ: "کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کردے[45]۔"

بغیر تحقیق بات بیان کرنے سے جہاں دوسروں کی ذات اور شہرت کو نقصان پہنچتا ہے وہاں بعض اوقات خود کی سبکی اور جگ ہنسائی ہوتی ہے۔پچھلے دنوں قصور کے چھوٹی بچی زینب کے ریپ اور قتل کیس میں معروف اینکر پرسن ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب نے ملزم عمران کے بینک اکاؤنٹس کے متعلق سپریم کورٹ میں سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر بغیر تحقیق کے جو تفصیلات جمع کرائی وہ نہ صرف یہ کہ غلط ثابت ہوئی بلکہ اس کی وجہ سے موصوف کے پروگرام پر تین مہینوں کی پابندی بھی لگائی گئی[46]۔اس لیے اسلامی نکتہ نظر سے میڈیا کا یہ فرض ہے کہ وہ بغیر ثبوت اور تحقیق کے کوئی خبر شائع نہ کریں تاکہ نہ خود کی سبکی ہو اور نہ کسی اور کا نقصان ہو۔

تعمیر فرد و تعمیر ملت

اسلامی نظریہ ابلاغ کا مقصد خیر وصداقت کے فروغ کے ذریعے افراد معاشرہ کی تربیت اور ایک نیک اور صالح معاشرے کا قیام ہے۔معاشرہ افراد سے وجود میں آتا ہے۔اس لیے جب تک فرد کی اسلامی تعمیر و تربیت نہیں ہوگی، تب تک نیک صالح اور پائیدار معاشرے کی تعمیر ناممکن ہے۔اس لیے میڈیا کے ذریعے افراد کی ذہن سازی اور تعمیر ملت کے ضمن میں اسلامی نظریاتی کونسل اپنے سفارشات بابت ذرائع ابلاغ میں تجویز کرتے ہیں کہ

"فرد کی تعمیر میں اس کی ملی تاریخ اہم حیثیت رکھتی ہے۔ قومی نشریات میں فرزندان اسلام کے کارناموں کو اس انداز سے بیان کرنے کی ضرورت ہے جو اہل مغرب کے پروپیگنڈے کا جواب بھی ہوں اور ہمارے نسلوں کے لیے ذہنی اطمینان اور اخلاقی آسودگی بھی فراہم کر سکے۔ ایسے پروگرام مرتب کرنے کی طرف خاص توجہ کی جائے اور اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سیرت صحابہ کرام، مجاہدین اسلام کے کارنامے اور تاریخ اسلام کے سبق آموز واقعات دلکش اور دلنشین انداز میں پیش کیے جائیں[47]۔"

لہذا اسلامی تعلیمات کے فروغ، دینی شعور کی بیداری، اسلامی ذہن و کردار کی تشکیل میں میڈیا کا کردار بڑا اہم ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ پاکستانی میڈیا اپنی اس کردار سے غافل ہے اور اپنے منفی و غیر اسلامی کردار کی وجہ سے یہ میڈیا تعمیر کے بجائے فرد اور معاشرے کی بگاڑ کا سبب بن رہا ہے۔

امت مسلمہ میں اخوت و یکجہتی کا قیام

مسلمان خواہ کسی بھی رنگ، نسل، زبان اور علاقہ کا ہو، ان کا دیگر مسلمانوں سے رشتہ محبت اور بھائی چارے کا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚوَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔[48]"

ترجمہ: "ایمان والے تو بھائی (بھائی) ہیں پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ (تعالیٰ) سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اسی طرح ایک حدیث میں ہے

"إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا[49]"

ترجمہ: "مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے۔"

اس حدیث میں مسلمانوں کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کی ہر اینٹ باہم پیوست اور ایک دوسرے کی مضبوطی کا سبب ہوتی ہے۔ قرآن مسلمانوں کو دین کی رسی کو مضبوط تھامنے اور تفرقہ میں نہ پڑنے پر زور دیتا ہے۔

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا [50]"

ترجمہ: "اور سب مل کر اللہ (تعالیٰ) کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ بازی مت کرو۔"

بد قسمتی سے قرآنی ہدایات و تعلیمات کے برخلاف اکثر اسلامی ممالک اس وقت اختلاف اور تفرقہ کا شکار ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ میڈیا اس ضمن میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے کے فروغ اور اخوت و یکجہتی کے قیام کے لیے مثبت کردار ادا کریں۔ میڈیا کے ذریعے ایسے پروگرام دکھائے جائیں جن کے ذریعے قومی و ملی شعور کو جلا ملے اور قومی و بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے اندر باہمی محبت، اتحاد اور تعاون کا جذبہ پیدا ہو اور قومی و، لسانی اور وطنی تعصبات کا خاتمہ ہو۔

فحاشی و عریانی کی ممانعت

اسلام کے پاکیزہ معاشرے کے لیے فواحش کا پھیلنا مہلک ہے۔ اسلامی معاشرے کے ذرائع ابلاغ ان حدود و قیود کے پابند ہیں جنھیں قرآن و سنت نے متعین کیا ہے۔ اسلام عریانی و فحاشی اور بے حیائی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ ارشاد خداوندی ہے

"لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [51]"

"ترجمہ: اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ اعلانیہ ہوں خواہ پوشیدہ۔"

نیز اسلامی معاشرے میں فحاشی و عریانی کی اشاعت کرنے والوں کو سخت عذاب کا مستحق گردانا گیا ہے۔

"نَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ [52]"

ترجمہ: " جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں۔"

اس وقت معاشرے میں پائی جانے والی فحاشی، عریانی اور اخلاقی بے راہ روی کی بڑی حد تک ذمہ دار میڈیا ہی ہے۔ میڈیا ٹیکنالوجی میں روزافزوں ترقی اور جدت نے جہاں انسانی رابطوں کو فروغ اور باہمی رابطوں کو آسان بنایا ہے وہاں دوسری طرف بے حیائی اور فحاشی کا ایسا دروازہ کھول دیا ہے جس کی زد میں نوجوان نسل کا مستقبل تباہ ہوتا جارہا ہے۔ نہ حکومت اس ضمن میں اپنا موثر کردار ادا کر رہا ہے اور نہ معاشرتی شعور اس درجہ کو پہنچا ہے کہ ایسی بیہودہ اور بے حیائی سے خود کا دامن بچا کر جدید میڈیا کا مثبت استعمال کریں۔

صالح معاشرے کے قیام میں ریاست کی معاونت

اسلامی ریاست کا مقصد وجود صالح معاشر کا قیام اور تحفظ ہے۔ اگر اسلامی ریاست خدا کی زمین پر اس کے احکامات کو نافذ کرتی ہے تو میڈیا کو اس کی اہمیت اور تاثیر کو پوری قوت کے ساتھ نشر کرنا چاہیئے اور شر و فساد اور جھوٹ کو مٹانے کے لیے ریاست کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ اس ضمن میں میڈیا کا کردار اس قرآنی آیت کے مصداق ہونا چاہیے

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى .وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان [53]"

ترجمہ: " نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم زیادتی میں مدد نہ کرو۔"

میڈیا ریاست کی پالیسیوں کے تعارف اور نفاذ میں اس کے دست و بازو کی حیثیت رکھتا ہے۔ ریاست کے اسلامی ایجنڈے کو آگے بڑھانا اور معاشی، معاشرتی اور سیاسی مسائل میں مثبت انداز میں معاشرے کی تربیت کرنا میڈیا کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔

اسلام دشمن سازشوں کا سدباب

میڈیا آج کے دور کا سب سے موثر قوت ہے جو سماج پر اثرانداز ہوتا ہے اور انسانوں کے اذہان و قلوب کو بدلنے کی قوت رکھتا ہے۔ مغرب نے میڈیا کو ایک ہتھیار کی شکل دی ہے جس کے زور پر وہ عالم اسلام کے خلاف بر سر پیکار ہے اور اس ہتھیار کے زور پر وہ مسلم معاشرے کے افکار و اقدار کو نشانہ بنا رہا ہے۔ کبھی مدارس دینیہ کے خلاف پروپگینڈہ کیا جاتا ہے تو کبھی جہاد پر دہشت گردی کا لیبل لگایا جاتا ہے۔ کبھی اسلامی تعلیمات کو دانستہ مسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو کبھی گستاخانہ خاکوں اور فلموں کے زریعے مسلمانوں کی دل آزاری کی کوشش کی جاتی ہے-ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت میڈیائی پروپیگنڈے کے زور پر دنیا میں مسلمان کو ایک دہشت گرد کے روپ میں اور اسلام کو دہشت گردی کا مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ 9/11 کے بعد اس پروپیگنڈے میں مزید شدت اور وسعت آئی ہے۔ اس میڈیائی پروپیگنڈے کے عالمی سطح پر بڑے منفی اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔اس میڈیائی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر نہ صرف عالم کفر بلکہ خود آج کا مسلمان فکر و عمل سے خالی اور اسلام سے بدظن ہوتا جارہا ہے۔

چنانچہ مسلم میڈیا کا ایک اہم کردار ان اسلام دشمن پروپیگنڈوں کا سدباب کرتے ہوئے ہیں دنیا کو اسلام کا پر امن، خوبصورت اور پاکیزہ چہرہ دکھانا ہے۔ آج کا سب سے موثر ہتھیار میڈیا ہے اور اسلام نے مسلمانوں کو دشمن کے مقابلے کے لیے ہر طرح کا ہتھیار اور قوت کی تیاری کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حکم خداوندی ہے

"وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔"[54]

ترجمہ: " تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انھیں خوب جان رہا ہے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کروگے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔"

مفسرین کے مطابق یہ پوری امت مسلمہ کے لیے ایک ابدی حکم ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی شوکت قائم کرنے کے لیے دفاعی طاقت جمع کرنے کا اہتمام کریں۔ قرآن کریم نے "طاقت" کا عام لفظ استعمال کرکے بتادیا ہے کہ جنگ کی تیاری کسی ایک ہتھیار پر موقوف نہیں بلکہ جس وقت جس قسم کی دفاعی قوت کار آمد ہو، اس طاقت کا حصول مسلمانوں کا فریضہ ہے لہذا اس میں تمام جدید ترین ہتھیار اور آلات داخل ہیں۔ اور میڈیا بھی ان آلات اور ہتھیار میں شامل ہیں جن کا اس وقت امت مسلمہ کو ضرورت ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج امت اس فریضہ سے غافل ہیں اور اس کا نقصان یہ ہے یہاں کا میڈیا اپنے ایمانی و اسلامی کردار کو فراموش کیے ہوئے ہیں اور اپنی غفلت اور منفی کردار کی وجہ سے یہ میڈیا اسلامی معاشرے میں مزید تباہی و بربادی کا ساماں کئے ہوئے ہیں جن کا سدباب کرنا امت مسلمہ کا اجتماعی فریضہ ہے۔

حوالہ جات:

1. اصفہانی، امام راغب، المفردات القرآن (مترجم) محمد عبداللہ فیروزپوری، (لاہور: شیخ شمس الحق اسلامی اکیڈمی، س-ن) ج1ص139

2. http://udb.gov.pk/result.php?search=ابلاغ&posi=online (تاریخ رسائی یکم فروری 2018)

3. www.britannica.com/topic/communication (تاریخ رسائی یکم فروری 2018)

4. Concise Oxford English Dictionary. (2006).11th edition, revised London: Oxford University press. / communication

5. اصفہانی، المفردات القرآن، ج1ص368

6. رحمانی، خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ، (کراچی: زمزم پبلشرز، 2007)ج3، ص416

7. صفہانی، المفردات القرآن، ج1ص139

8. المائدہ(5):3

9. الاحزاب(33):40

10. البقرہ(2):30

11. البقرہ(2):31

12. الاعراف(7):172

13. الشوریٰ(42):51

14. المائدہ(5):67

15. المائدہ(5):92

16. الاعراف(7):68

17. آل عمران(3):110

18. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الحدیث عن بنی اسرائیل

19. ندوی، سید ارشد نسیم، ڈاکٹر، ٹیکنالوجی کی حوصلہ افزائی اور اسوہ نبوی، سہ ماہی مجلہ بحث و نظر، شمارہ نمبر 104-106(اپریل 2016 تا دسمبر 2016)، حیدرآباد، ص191

20. ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، سیرت ابن ہشام مترجم اردو مولوی قطب الدین احمد، (لاہور: مکتبہ خلیل، 2013)ج1، ص352

21. عبدالجبار، ابو لمسعود، عربی زبان وادب (,لاہور: علمی کتب خانہ، 2014)ص776

22. ندوی، ڈاکٹر عبدالحمید, عہد نبوی کی شاعری,(بھٹکل انڈیا: مجلس تحقیقات و نشریات، 2012), ص122

23. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الشعر فی المسجد

24. ماہنامہ نقوش، رسول نمبر، شمارہ نمبر130(دسمبر1983)، لاہور، ج5ص226

25. ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، سیرت ابن ہشام مترجم اردو مولوی قطب الدین احمد، (لاہور: مکتبہ خلیل، 2013)ج1، ص355

26. ایضاً ابن ہشام جلد2ص216

27. الجمعۃ(62):2

28. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی التعلیم القرآن

29. صبحی صالح، ڈاکٹر، علوم القرآن مترجم پروفیسر غلام محمد حریری، (فیصل آباد: ملک سنز، 1994)ص108

30. شبلی نعمانی، سیرت النبی، (لاہور: المکتبہ اسلامیہ، 2012)ج1ص234

31. ایضاً

32. نیازی، لیاقت علی خان، ڈاکٹر، اسلام کا قانون صحافت، (لاہور: بک ٹالک، 2008)ص114

33. محمد بن سعد، طبقات ابن سعد مترجم مولانا عبداللہ عمادی، (لاہور: عبداللہ اکیڈمی، س۔ن)، ج1ص341

34. سجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب العلم۔ باب روایۃ الحدیث عن اہل الکتاب

35. خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، (اسلام آباد: آئی پی ایس پریس، 2016)حصہ اول ص140-141

36. ال عمران(3):110

37. ال عمران(3):104

38. مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری۔ جامع صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان وان الایمان یزید وینقص

39. آل عمران(3):110

40. حمٰ سجدۃ(41):33

41. کاندھلوی، مولانا محمد زکریا، فضائل اعمال(لاہور؛ فیضی کتب خانہ، س۔ن)، ص598

42. اسلامی نظریاتی کونسل، رپورٹ زرائع ابلاغ، (اسلام آباد: پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان پریس، 1993)۔ ص08۔

43. الحجرات(49):06

44. عثمانی، مفتی تقی، آسان ترجمۃ القرآن، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2011)۔ ج3ص1581

45. مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج۔ جامع صحیح مسلم (مقدمہ)، باب نھی عن الحدیث بکل ما سمع

46. http://www.bbc.com/urdu/pakistan-43238526 (تاریخ رسائی یکم مارچ2018)

47. اسلامی نظریاتی کونسل، رپورٹ زرائع ابلاغ، (اسلام آباد: پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان پریس، 1993)۔ص12

48. الحجرات(49):10

49. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیرہ

50. آل عمران(03): 103

51. الانعام(06): 151

52. النور(24):19

53. المائدہ(5): 02

54. الانفال(08):60